منگل مُکھی

محمد حنیف خان

شعبۂ اردو، لکھنؤ یونیورسٹی، لکھنؤ (یوپی) موبائل:08874525290، ای۔میل:haneef5758@gmail.com

سبھی رسم ورواج کے بعد جب منگل کو ہجڑوں میں شامل کرنے کی آخری رسم ادا کی گئی تو زندگی کا پہلا ایسا درد ملا جس نے اس کے وجود کو ہلا کر رکھ دیا۔ ایسا درد تو اس نے کبھی نہیں سہا تھا مگر یہ تو ابتدا تھی، یہ جسمانی زخم تھا جو جلد مندمل ہو گیا، وہ درد جو صرف اس نے محسوس کیا اسے تو موت بھی نہیں دور کر سکی۔ جب رجّو نے ایک جھٹکے میں اس کے جسم کا وہ حصہ الگ کیا تو ایک فلک شگاف چیخ ہوا میں تحلیل ہوگئی۔ اس چیخ پر کان دھرنے کے بجائے ڈھولک کی تھاپ اور گیت چاروں طرف گونج رہے تھے۔ ایک دو کو چھوڑ کر باقی ساری آوازیں پھٹے بانس کی طرح تھیں، اگر کسی نے منگل کی تکلیف محسوس کی تو وہ مکھی اور خود رجو تھی۔ اس کی بھی ایک وجہ تھی۔ منگل اور مُکھی جہاں عرصہ سے ایک ساتھ رہ رہے تھے وہیں رجّو کنبہ کی سردار تو تھی ہی اس کے ساتھ اس نے بھی یہ تکلیف آنے کے بعد جھیلی تھی، اس لیے اس کو اندازہ تھا کہ جب جسم کا وہ ناکارہ حصہ الگ کیا جاتا ہے تو کس قدر تکلیف ہوتی ہے اسی لیے اس نے جہاں روایتی ساز و سامان کا انتظام کیا جس میں جلے ہوئے سوتی کپڑے کی راکھ بھی تھی تاکہ خون کے فوارہ کو روکا جا سکے وہیں انجکشن کا بھی انتظام کر رکھا تھا تاکہ درد کو کچھ دیر کے لیے مارا جا سکے۔ یہ انجکشن اس نے منگل کو خود لگایا تھا کیوں کہ ان کی ''گدی'' تک آنے کے لیے کوئی ڈاکٹر تیار نہیں ہوا تھا۔ حالانکہ رجو نے ڈاکٹر سے یہاں تک کہا کہ جو بھی آپ کی فیس ہے آپ پہلے لے لیجیے۔ مگر وہ ناٹے قد کا موٹا ڈاکٹر کسی قیمت پر آنے کے لیے تیار نہ ہوا تو مجبوراً رجو کو ہی انجکشن لگانا پڑا۔

جس دن منگل اور مُکھی کو باضابطہ ہجڑوں میں شامل کرنا تھا اس سے ایک دن قبل پوری رات ناچ گانا ہوا۔ ''گدی'' ان ہجڑوں کا ٹھکانہ تھا جہاں شہر کے اکثر ہجڑے رہتے تھے، تھوڑے بہت دوسرے علاقوں میں بھی رہتے تھے مگر یہاں سب سے زیادہ تھے۔ بڑی جدوجہد کے بعد ہجڑوں نے یہ زمین اپنے رہنے کے لیے کارپوریشن سے الاٹ کرالی تھی، اس لیے ہجڑوں کی کوشش یہی ہوتی کہ ان کو یہاں جگہ مل جائے اور اکثر مل بھی جاتی تھی۔ آج یہاں پورے علاقے کے ہجڑے جمع ہوئے، ایک ہی چولہے پر کھانا تیار ہوا اور پہلے سب نے مل کر کھایا، اس کے بعد جو ڈھولک کی تھاپ شروع ہوئی تو صبح پو پھٹنے تک جاری رہی۔ اس دوران ہر طرح کے گیت گائے گئے۔ منگل اور مُکھی دونوں کو بیچ میں بٹھا کر خوب ہنسی ٹھٹھولی ہوئی۔ ہجڑوں کی جماعت میں کچھ ایسے بھی تھے جنھوں نے کوئی بداخلاقی نہیں اٹھا رکھی۔ اس رات سب سے زیادہ منگل کو ہی پریشان کیا گیا۔ جب وہ غصہ ہو جاتا تو اس کو یہی کہہ کر منایا جاتا کہ ارے ''منگلی'' بس یہی تو آخری رات ہے، اس کے بعد نہ تیرے پاس کچھ ہوگا اور نہ ہی ہم تجھے پریشان کریں گے۔ اسی دوران ایک ہجڑے نے اپنا زیر جامہ کھول کر کہا دیکھ زیادہ آنکھیں نہ دکھا کل کے بعد تو بھی اسی طرح ہو جائے گا۔ پھر جس طرح مجھے کوئی پریشان نہیں کرتا اسی طرح تجھے بھی کوئی نہیں چھیڑے گا۔ یہ سن کر سب ہنسنے لگے بولے ہاں بالکل صحیح ہے۔ مُکھی کو کوئی اس لیے نہیں پریشان کر رہا تھا کیونکہ اس کے پاس کچھ ایسا تھا ہی نہیں کہ پریشان کیا جائے وہ پہلے سے ہی دوسرے ہجڑوں کی طرح تھی۔ دوسری بات یہ بھی تھی کہ وہ تھوڑا خاموش مزاج تھی اس کو تو بس رسمی طور سے ہی اپنی جماعت میں شامل کرنا تھا۔ ادھر دو دنوں میں جو کچھ بھی ہوا وہ سب منگل کے لیے ہی کیا گیا تھا۔

آج سے بارہ برس قبل ان دونوں کو رجو دیہات سے لے کر آئی تھی۔ دونوں الگ الگ گاؤں کے تھے، معلوم نہیں کیسے رجّو کو ان دونوں کے بارے میں پتہ چل گیا تھا اور وہ اپنی پوری ٹولی کے ساتھ گاؤں پہنچ گئی، منگل اور مُکھی کے گھر والوں نے بڑی کوشش کی مگر ہجڑوں کی ٹولی نہیں مانی اور دونوں کو ساتھ لے کر ہی آئی۔ جب دونوں یہاں لائے گئے تو پہلے تو وہ ڈرے سہمے رہتے تھے مگر دھیرے دھیرے ہم عمر ہونے کی وجہ سے آپس میں گھل مل گئے اور کچھ اس طرح گھل مل گئے کہ کھانا پینا اور کہیں بھی آنا جانا ہوتا تو ایک ساتھ ہی، اس طرح ان دونوں کا یہاں نام ایک ساتھ ملا کر منگل مُکھی رکھ دیا گیا۔ رجو نے کہا یہ تو بڑا اچھا ہوا کہ ہمیں ایک ساتھ منگل مُکھی مل گئے، ہم بھی تو صرف خوشیوں میں شریک ہوتے ہیں اس لیے ہم سب منگل مُکھی ہی ہیں اور آج سے ان دونوں کا نام ایک ساتھ لیا جائے گا تاکہ ہر طرف

خوشیاں ہی خوشیاں رہیں۔اس لیے سب انھیں منگل مُکھی کے نام سے پکارنے لگے۔جب بھی کوئی پکارتا تو دونوں کا نام ایک ساتھ لیتا۔''مثلاً کہاں ہے رے منگل مُکھی'' اور ایک ساتھ دونوں کی آواز ابھرتی جی یہیں ہوں،اس طرح دو وجود آپس میں مدغم ہو گئے تھے۔منگل اور مُکھی دونوں کا بڑا خیال رکھا جاتا۔کوئی ہجڑا بھی اگر باہر سے آتا تو ان دونوں کے کھانے پینے کے لیے کچھ نہ کچھ ضرور لے کر آتا۔اسی طرح دونوں ایک ساتھ بڑھتے گئے یہاں تک کہ منگل کے چہرے پر سبزہ اگ آیا۔ابتدا میں تو دونوں کے والدین گاہے بگاہے ملاقات کے لیے آتے رہے لیکن اس کے بعد ان لوگوں نے بھی آنا چھوڑ دیا جب ان دونوں کا دل چاہتا تو خود ہی گاؤں چلے جاتے اور مل ملا کر واپس آجاتے،لیکن کچھ دنوں کے بعد ان لوگوں نے بھی جانا چھوڑ دیا تھا کیونکہ ان کے وہاں پہنچنے پر لوگ بھدے بھدے مذاق کرتے تھے اس لیے دلبرداشتہ ہو کر جانا ہی چھوڑ دیا۔

رجو بھی سمجھاتی تھی دیکھو اب وہاں نہ جایا کر۔تمہارے جانے سے گھر والوں کو سکھ نہیں ملتا بلکہ ان کا دکھ بڑھ جاتا ہے،ایک تو تم کو دیکھ کر اور دوسرے سماج کے طعنے سن کر،اس لیے کم سے کم ان کے درد کا تو خیال رکھا کرو۔پہلے تو یہ باتیں منگل مُکھی کی سمجھ میں نہیں آتی تھیں،لیکن دھیرے دھیرے ان کی سمجھ میں بھی آنے لگا کہ رجو جو کہتی ہے وہ غلط نہیں ہے۔اس نے سمجھاتے ہوئے سوالیہ انداز میں کہا تھا اس میں ہمارا یا تمھارا کیا قصور ہے؟ پھر آنکھیں مٹکا کر ہاتھ چمکا کر خود بولی کچھ نہیں یہ تو مالک کی دین ہے۔اس نے جیسے چاہا ہمیں بنا دیا لیکن دنیا میں جینے کے کچھ طریقے ہوتے ہیں اور یہ ہمارے جینے کا طریقہ ہے،ہماری روزی روٹی،گانا بجانا اور دوسروں کی خوشیوں میں شریک ہو کر اپنی خوشی کا بندوبست کرنا ہے،اس لیے تم دونوں بھی کچھ ریت رواج سیکھو۔

آج کی تقریب سے پہلے ان دونوں کو تالی اور ڈھولک بجانا سکھا دیا گیا تھا۔منگل نے تو بہت جلد سب کچھ سیکھ لیا لیکن مُکھی کو بڑی دشواریاں ہو رہی تھیں،پتہ نہیں کیوں اس کو یہ سب اچھا نہیں لگتا تھا۔کبھی کبھی وہ منگل سے کہتی دیکھو منگل میری سمجھ میں یہ سب نہیں آتا ہے،تو وہ ہنس کر ٹال دیتا اور کہتا دیکھ مُکھی سمجھ میں آئے یا نہ آئے ہمیں اپنی زندگی چلانے کے لیے یہ سب تو سیکھنا ہی پڑے گا ورنہ ہم کیا کریں گے۔بھوکے مر جائیں گے۔مُکھی اس کی باتیں سن کر خاموش ہو جاتی اور کچھ سوچنے لگتی،تو منگل آنکھیں مٹکا کر کہتا ارے کچھ نہ سوچ رے،اب کچھ نہیں ہونے والا ہمیں اسی طرح جینا ہے تو کیوں نہ ہنسی خوشی جئیں اور اس کا ہاتھ پکڑ کر کسی طرف وہ گھسیٹ لے جاتا تاکہ اس کا ذہن دوسری طرف منتقل ہو جائے۔

رات بھر ناچ گانا کے بعد سب کافی دیر سے سو کر اٹھے،دو بجے کے بعد سے شام کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔رجو بھی بڑے چاؤ سے سارے انتظامات کر رہی تھی۔منھ میں دانت نہیں تھے اس کے باوجود پوپلے منھ سے جب وہ کچھ کہتی تو سب ہنس پڑتے مگر مجال تھی کسی کی کہ وہ نہ کر دے،آج نئے نئے جوڑے نکالے گئے،نئی نئی کھنکتی ہوئی چوڑیاں پہنی گئیں۔یوں تو رواج یہاں شلوار سوٹ کا ہی تھا مگر آج کچھ ہجڑے شرارے اور غرارے میں ملبوس تھے۔گلوں میں پڑے ہوئے دوپٹے جن کو وہ نسوانی اداؤں کے ساتھ سنبھالتے۔ایسا لہک لہک اور چہک چہک کر باتیں کرتے گویا شام کو ان کو بہت بڑی خوشی ملنے والی ہے۔مغرب کے بعد منگل مُکھی کو نہلا دھلا کر نئے زنانے لباس پہنائے گئے ہاتھ بھر بھر کر چوڑیاں پہنائی گئیں،گلوں میں سونے کے نقلی ہار اور ہاتھوں میں چاندی کی اصلی انگوٹھیاں پہنائی گئیں۔کئی ہجڑوں نے بطور تحفہ بھی انگوٹھیاں پیش کی تھیں اس لیے منگل مُکھی کے پاس آج کئی انگوٹھیاں ہو گئی تھیں۔دونوں کو ایک اونچے مقام پر بٹھایا گیا اور عطر لگایا گیا۔پھر لوبان اور اگربتی کی دھونی دی گئی۔پہلے تو سبھی ہجڑے نیچے بیٹھے رجو اور اس کی ایک ساتھی ہی ساری رسمیں ادا کر رہی تھیں مگر دھونی دیے جانے کے بعد سب نے دونوں کو گھیر لیا اور ڈھولک کی تھاپ کے سامنے گیت شروع ہو گیا۔اسی درمیان رجو کیل کانٹے سے لیس ہو کر ایک سوپ میں چاول اور اڑد کی دال کے ساتھ جلے ہوئے سوتی کپڑے کی راکھ اور اسی سوپ میں رکھا ایک جلتا ہوا دیا لائی۔اس کے آتے ہی تھوڑی دیر کے لیے ڈھولک اور گیت کی آواز بند ہو گئی اور ہٹو بچو کے ساتھ سب نے گھیر لیا،جب بھیڑ زیادہ ہو گئی تو رجو نے تنگ آ کر کہا تو لوتم ہی لوگ سب کر لو اس کی تنک مزاجی اور تیور دیکھ کر سب ہٹ گئے پھر اس نے کہا ارے سب چپ کیوں ہو گئے۔یہ سننا تھا کہ ڈھولک پر ایک ہجڑے نے ہاتھ مارا اور دوسرے نے چھیڑ دیا''اے مورے راجا اب تو آجا'' اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر گیت کا سلسلہ شروع ہو گیا لیکن ایک دم سے منگل کی فلک شگاف چیخ ابھری اور فضا میں تحلیل ہو کر رہ گئی۔رجو اور آس پاس کے کھڑے ہجڑوں نے کہا''منگل بس بس''زخم سے خون کا فوارہ نکلا مگر بڑی تیزی کے ساتھ رجو نے سوتی کپڑے کی راکھ سے اس کا منھ بند کر دیا اس طرح منگل مُکھی باضابطہ ہجڑوں میں شامل ہو گئے۔رجو نے آج یہ اعلان بھی کر دیا تھا کہ اب منگل مُکھی مردوں کے کپڑے نہیں پہنیں گے اور نہ ہی وہ مردوں کی طرح بات کریں گے بلکہ انھیں نسوانی انداز اختیار کرنا ہوگا اور کوئی بھی ان کے لیے ایسے الفاظ کا استعمال نہیں کرے گا جس سے مرد کی وضاحت ہوتی ہو منگل اور مُکھی سے بھی کہہ دیا تھا کہ اب کوئی بھی بات''گا اور تا سے'' سے

نہیں کرنا ہے بلکہ ''گی اور تی'' سے کرنی ہے یہی ہماری روایت ہے جس کی مشق تو ان دونوں نے پہلے سے ہی شروع کر دی تھی مگر اب مکمل طور سے اسی پر عمل شروع کر دیا۔

ہجڑوں میں شمولیت کے لیے منگل نے بڑا درد سہا، اگر وہ بچہ ہوتا تو شاید تکلیف کا احساس کم ہوتا اور گھاؤ بھی جلد بھر جاتا ہے، مگر اب وہ بڑا ہو چکا تھا اس وجہ سے تکلیف کا احساس تو زیادہ ہوا ہی گھاؤ کو پُر ہونے بھی میں کافی وقت لگا مگر کیا کرتا یہ اس کی مجبوری تھی۔ اگر اس کو باضابطہ اس جماعت میں شامل ہونا تھا تو یہ درد بھی سہنا تھا، جسے اس نے برداشت کیا۔ دھیرے دھیرے اس کا زخم مندمل ہو گیا اور وہ ہجڑوں کی مین اسٹریم میں آ گیا۔ اب اس کو بھی تلاش رزق کے لیے جماعت کے ساتھ نکلنا ہوتا تھا، آ رائش و زیبائش کا خیال اس قدر کہ کوئی بھی ایسی چیز نہیں تھی جو نسوانیت کی علامت ہو اور وہ ان کے پاس نہ ہو۔ مزیدار بات یہ کہ خوبصورت نظر آنے کے چکر میں وہ اس قدر لپ اسٹک اور پاؤڈر کا استعمال کرتے کہ خدا کی پناہ اس کے باوجود ان کی اصلیت نہیں چھپتی تھی، وہ یہ سب جانتے تھے اس کے باوجود سارے لوازمات کا استعمال کرتے اور پھر سج دھج کر دو دو چار چار کی ٹولیاں بنا کر شہر میں پھیل جاتے اور شام کو واپس آتے۔ کبھی کبھار آٹھ دس ہجڑوں پر مشتمل ٹولیاں بھی باہر نکلتیں مگر یہ خاص مواقع ہوتے تھے جب ان کو پتہ چلتا کہ کسی کے گھر میں لڑکے کی ولادت ہوئی ہے تو وہ پھر پوری جماعت کے ساتھ صبح ہی صبح پہنچ جاتے اور حسب منشا ''نیگ'' لے کر ہی واپس آتے۔ اکثر جگہ لوگ ان کو خوشی خوشی کچھ نہ کچھ دے کر واپس کرتے مگر بعض مقامات پر جب صاحب خانہ ان کے مطابق راضی نہ ہوتا تو یہ لوگ فحشیات پر اتر آتے اور بالآخر صاحب خانہ کو ان کا مطالبہ مجبوراً تسلیم کرنا پڑتا۔ کچھ ایسے بھی تھے جو کئی کئی دنوں کے لیے یہاں سے غائب ہو جاتے اور بعض تو ہفتوں کے بعد واپس آتے، وہ ٹرینوں میں اپنا وقت گزارتے۔ ان کو ٹکٹ کی بھی ضرورت نہیں تھی اور جس ڈبے میں چاہتے دندناتے ہوئے گھس جاتے، شریف لوگ تو اپنی شرافت میں ہجڑوں کے سامنے آتے ہی کچھ نہ کچھ دے کر پیچھا چھڑا لیتے لیکن بعض یہاں بھی ایسے مل جاتے جو چند پیسوں کا پورا معاوضہ وصول کرتے، بھدے مذاق کر کے اور بھدی بھدی گالیاں دے کر، یہ ان کا روز کا معمول تھا اس لیے ان کو کوئی پریشانی نہیں ہوتی۔ منگل مُکھی شہر میں ہی رہ کر آ ذوقۂ حیات کا بندوبست کرتے، منگل تھوڑا تیز تھا جب کہ مُکھی اس کے مقابلے میں تھوڑی سست، وہ ساتھ ضرور رہتی لیکن آگے آگے منگل ہی رہتا تھا، لیکن ان دونوں کی جوڑی اچھی تھی دونوں ایک دوسرے کا بھرپور ساتھ دیتے تھے، ان کے بچپن کا یہ ساتھ پختہ عمر میں بھی برقرار تھا، اگر کوئی مکھی کو چھیڑتا تو منگل اس کے دفاع میں آ جاتا۔ سب جانتے تھے کہ مکھی اور منگل نہ صرف ساتھ رہتے ہیں بلکہ ان میں بڑے گہرے تعلقات ہیں، اس لیے بعض مرتبہ تو منگل کو چڑھانے کے لیے لوگ مُکھی کو چھیڑتے تھے۔

ایک دن ایک بچہ دوڑتا ہوا ''گدی'' پر پہنچا اور رجو سے کہنے لگا گلی نمبر دو میں دو ہجڑے آئے ہیں اور وہ نیگ مانگ رہے ہیں۔ پہلے تو اس کو تعجب ہوا مگر بعد میں پتہ چلا کہ کسی کے یہاں لڑکے کی کل ولادت ہوئی تھی اور آج وہ دونوں آدھمکے، یہ محلے میں رجو کا جاسوس تھا جو ہر طرح کی خبریں اس کو دیا کرتا تھا، رجو نے اپنے جاسوس کی بات سن کر فوراً منگل مکھی کو پکارا، بیک وقت دو آوازیں گونجیں ''آتی ہوں'' اور چند ثانیہ میں دونوں حاضر۔ رجو نے کہا دیکھو آج ہمارے علاقہ میں کون ہجڑا مرد بن کے آ گیا ہے ''نیگ'' لینے، جب ہم لوگ کسی دوسرے کے علاقہ میں نہیں جاتے ہیں تو کوئی کون ہوتا ہے ہمارے علاقہ میں آنے والا۔ پھر بولی اس بچے کے ساتھ جاؤ اور ذرا جم کے ان کی خبر لے لو تا کہ دوبارہ ادھر کا رخ نہ کریں اور ہاں آرتی، خوشبو اور سکھی کو بھی ساتھ لے لو اور تھوڑا اچھے سے مرمت کرنا، باقی جو ہوگا ہم دیکھ لیں گے۔ منگل نے سب کو آواز دی، تھوڑی ہی دیر میں سب جمع ہو گئیں اور لڑکے کے ساتھ پوری ٹولی چل دی۔ مُکھی، خوشبو اور آرتی دروازے پر ہی رک گئیں لیکن منگل اور سکھی دھڑ دھڑاتے ہوئے اندر گھس گئیں اور پہنچتے ہی ان دونوں پر حملہ کر دیا۔ پہلے تو انھوں نے دفاع کی کوشش کی مگر پھر راہ فرار اختیار کی لیکن جوں ہی وہ دروازے پر پہنچے ان پر خوشبو اور آرتی ٹوٹ پڑیں۔ مکھی نے بھی دو چار ہاتھ آزمائے۔ ابھی تک گھر والے یہی نہیں سمجھ پائے کہ یہ کیوں ہو رہا ہے۔ سب ان کو الگ کرنے میں لگے ہوئے تھے مگر منگل ان کو بڑی فحش فحش گالیاں دے رہا تھا، جس سے غصہ ہو کر صاحب خانہ کے لڑکے نے اسی کو دو چار تھپڑ رسید کر دیے تب جا کر اس کی قینچی کی طرح چل رہی زبان بند ہوئی، اس دوران محلّہ کے لوگ بھی جمع ہو گئے، منگل نے ہاتھ نچاتے وہوئے بھویں تان کر ان دونوں سے پوچھا پہلے یہ بتاؤ اس علاقہ میں نیگ لینے آنے کی ہمت کیسے ہوئی اور آئے ہو تو سزا بھی ملے گی۔ اتنے میں خوشبو آنکھیں مٹکاتے ہوئے مردانہ انداز میں بولی ارے دیکھو پہلے یہ ہجڑے ہیں بھی یا صرف بنے ہوئے ہیں۔ اتنا سننا تھا کہ منگل نے ایک گھونسہ پھر اس کو مارا جس کی گردن وہ پکڑے ہوئے تھا اور دولتی مار کر اس کو زمین پر پٹخ دیا جبکہ آرتی دوسرے کو پکڑے ہوئے تھی۔ یہ دیکھ کر دروازے پر کھڑی عورتیں اندر بھاگ گئیں اور لڑکے ہنسنے لگے مگر جب صاحب خانہ کے لڑکے نے ذرا سختی سے ڈانٹا تو یہ پانچوں ہجڑے ان دونوں ہجڑوں کو مجرموں کی طرح پکڑ کر لیے چلی گئیں بعد

میں پتہ چلا کہ خوشبو کا خدشہ درست نکلا اور رجو نے ان دونوں کو پولیس کے حوالہ کر دیا ہے۔

ایسا نہیں تھا کہ یہ صرف ان دونوں کے ساتھ ہوا تھا کئی بار تو منگل مُکھی کو بھی اس طرح کے حالات کا سامنا کرنا پڑا اور پٹائی بھی ہوئی، لیکن اکثر ان کی پٹائی منگل کی قینچی کی طرح چلنے والی زبان اور فحشیات کی وجہ سے ہوتی تھی، اصل میں ہجڑوں کو لوگ سماج میں عجیب نظروں سے نہ صرف دیکھتے ہیں بلکہ پھبتیاں بھی کستے ہیں، لیکن جب یہ لوگ کوئی جواب دیتے ہیں تو وہ برداشت سے باہر ہو جاتا ہے، ایک بار مُکھی اور منگل ایک دکان پر پہنچے جہاں ایک باوضع قطع ایک نوجوان اپنے دوست کے ساتھ بیٹھا تھا، جب یہ لوگ دکان پر پہنچے اور منگل نے تالی مار کر کہا ''اے مردوالا جلدی دے'' تو نوجوان کے دوست نے بڑا بھدا مذاق کیا، جس کا جواب منگل نے گندے اشارے کے ذریعہ دیا، بس یہی بات ان صاحب کو بری لگی اور ہاتھ اٹھا دیا، ایک گھونسہ سیدھے منگل کے منھ پر لگا جس سے اس کے لپ اسٹک زدہ ہونٹ سے خون بہنے لگا، مُکھی نے فوراً اپنے دوپٹہ سے اس کا خون پونچھا اور بڑبڑاتے ہوئے چل دی۔ اس کو یہ سب اچھا نہیں لگتا تھا مگر وہ تو باضابطہ ہجڑوں کی جماعت میں شامل تھی اس لیے ان کا ساتھ بھی دینا پڑتا تھا۔

آج ان دونوں نقلی ہجڑوں کے ساتھ جو ہوا وہ اور اس سے پہلے جو منگل مُکھی اور ان کی طرح دوسرے ہجڑوں کے ساتھ پیش آیا مُکھی کو بالکل اچھا نہیں لگتا، اس نے سوچا یہ سب کیا ہے، عزت سے بھی دو وقت کی روٹی مل سکتی ہے، ایک دن اس نے اپنے دل کی بات منگل سے بھی کہہ دی۔ پہلے تو وہ خوب ہنسا پھر پوچھا۔ اچھا مُکھی بتا تجھے نوکری کون دے گا؟ جب سماج میں ہم سے کوئی اچھے ڈھنگ سے بات نہیں کرتا تو بھلا وہ ہماری مدد کیا کرے گا۔ مُکھی کچھ سوچتی رہی پھر بولی منگل اگر سماج ہماری مدد نہ کر رہا ہوتا تو بغیر کچھ کیے ہم زندہ رہ پاتے؟ منگل خوب زور سے قہقہہ مار کر ہنسا اور کچھ دیر تک ہنستا رہا پھر کہنے لگا۔ جانتی ہو وہ کیوں دیتے ہیں؟ پھر خود ہی بولا شرافت میں کوئی نہیں دیتا اور نہ ہی کوئی شرافت سے دیتا ہے، خود بتاؤ پہلے لوگ کتنے بھونڈے بھونڈے مذاق کرتے ہیں پھر چند سکے ہاتھ پر رکھتے ہیں، مگر پاپی پیٹ کے لیے ہم سب کچھ سہہ لیتے ہیں۔ پہلے ہماری بے عزتی کی جاتی ہے پھر اس کے بدلے دیا جاتا ہے ایسے میں اگر کوئی بے عزتی کے بعد بھی دھتکارتا ہے تو پھر ہمیں بھی مجبوراً اس کی عزت اتارنی پڑتی ہے اور جب ہم شروع کرتے ہیں تو وہ ڈر کے مارے دے دیتے ہیں، جس طرح ہماری مجبوری ہے اسی طرح ان کی بھی مجبوری ہے اس لیے مُکھی تم زیادہ نہ سوچو اور مجبوری میں ہی سہی زندگی تو کٹ ہی جائے گی اور دنیا میں مجبور کون نہیں ہے سب تو مجبور ہیں۔ منگل نے لمبی چوڑی تقریر کی تھی مگر مُکھی کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا اور وہ پہلے کے مقابلے زیادہ خاموش رہنے لگی، کئی بار تو ایسا بھی ہوا کہ منگل کے ساتھ وہ باہر بھی نہیں گئی تنہا منگل ہی گیا۔ وہ کوئی سبب پوچھتا تو طبیعت خراب ہونے کا بہانہ بنا دیتی، لیکن ایک دن مُکھی گئی تو دوبارہ پلٹ کر ''گدی'' کی طرف نہیں آئی۔ کچھ دنوں تک تو ہجڑوں نے اس کو خوب تلاش کیا مگر جب کوئی پتہ نہ چلا تو وہ تھک کر ہار کر پھر پرانے ڈھرے پر آ گئے۔

مُکھی گدی چھوڑ کر ایک سماجی تنظیم کے رابطہ میں آ گئی تھی اور اسی کے ذریعہ بنائے گئے ایک آشرم میں رہنے لگی تھی، جہاں پہلے اس نے لکھنا پڑھنا سیکھا اور پھر اسی کے ساتھ مل کر سماجی کام شروع کر دیا، اب اس کو کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلانا پڑتا تھا اور نہ ہی کوئی اس سے بھدے مذاق کرتا بلکہ اس کو لوگ عزت کی نظروں سے دیکھتے تھے، اس طرح مُکھی کا خواب شرمندۂ تعبیر ہوا لیکن اس کے دل میں ایک خلش تھی، وہ چاہتی تھی کہ وہ ہجڑوں کے لیے کوئی کام کرے اور ان کو کسی طرح مین اسٹریم میں لے آئے۔ مُکھی نے یہاں بھی اپنی ساڑی، چوڑی اور دوپٹہ نہیں چھوڑا تھا کیونکہ یہ سب اس کی فطرت میں شامل ہو گئی تھیں البتہ وہ دوسرے ہجڑوں کی طرح بالکل نہیں تھی، وہ نسوانی علامتوں کے ساتھ اپنا کام کر رہی تھی۔ دھیرے دھیرے کافی عرصہ گزر گیا۔ منگل کے شب و روز بھی روز کی طرح ہی گزر رہے تھے جو بیس برس قبل تھے۔ دونوں کی زندگی کے دھارے الگ تھے۔ دونوں دو مخالف سمتوں میں بہے جا رہے تھے۔ اس دوران مُکھی نے ''آپ بیتی'' لکھنی شروع کر دی۔ ادھر منگل کی ایک دن طبیعت خراب ہوئی تو پھر دوبارہ وہ بستر سے نہیں اٹھا کیونکہ کوئی دیکھ بھال کرنے والا نہیں تھا اور رجو کا کافی عرصہ پہلے ہی انتقال ہو چکا تھا، بالآخر ایک دن منگل نے اس دنیا کو خیرباد کہہ دیا۔ موت تو اس کی صبح ہی ہو گئی تھی مگر رسم و رواج کے مطابق جنازہ رات میں اٹھنا تھا، جب چاروں طرف اندھیرا پھیل گیا تو سب ہجڑے جمع ہوئے۔ ادھر سب نے مل کر پہلے منگل کی میت کی جوتوں سے پٹائی شروع کر دی اور دوسری طرف مُکھی نے قلم سنبھالا اور اپنی زندگی کا آخری باب لکھنا شروع کر دیا۔ دوسری طرف جوتوں سے پٹائی کے بعد رات کی تاریکی میں منگل کا جنازہ اٹھا تو اس وقت تک اس کی جدوجہد بھری زندگی کی کہانی پوری ہو چکی تھی۔ اس کو بھی سب ریت رواج معلوم تھے اس لیے اس نے اپنی کتاب کو ان جملوں پر ختم کیا ''میری خواہش ہے کہ کوئی ہجڑا بھدی گالیوں اور بھدے مذاق کا شکار نہ ہو اور موت کے بعد جوتوں سے ان کی پٹائی نہ ہو، ان کی ذلت بھری زندگی ہی کیا کم ہوتی ہے جو موت کے بعد ان پر جوتے برسائے جاتے ہیں۔'' ○○